

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ



فوز و فلاح

آن اور
کامیابی
کا پیر
نسخہ

تالیف
سید محمد سعید الحسن شاہ

ناشر

گلشن سعید مانا نوالہ فیصل آباد

نور الہدی فاؤنڈیشن

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب..... فوز و فلاح
مصنف..... سید محمد سعید الحسن شاہ
مطبع..... حزب الاسلام پرنٹرز فیصل آباد
اشاعت اول..... مارچ 2004ء
جدید ایڈیشن..... اکتوبر 2010ء
تعداد..... 1100
ہدیہ.....
کمپوزنگ..... ایم خالد اقبال
پروف ریڈنگ..... سید محمد حفیظ الحسن شاہ
ناشر..... شعبہ تحقیق و تصنیف
نور الہدیٰ فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

ملنے کے پتے

مرکزی دفتر: نور الہدیٰ فاؤنڈیشن (رجسٹرڈ) گلشن سعید مانا نوالہ فیصل آباد
ادارہ حزب الاسلام چندیاں تلاواں فیصل آباد

آئینہ ترتیب

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
15	اچھی عطا	5	اخلاق کریمہ
15	ترک تعلق کی ممانعت	5	اخلاق کی تعریف
15	بدگمانی سے بچو	6	رحم
15	اخلاق رسول ﷺ کے چند گوشے	6	عفو و صبر
18	نور مجسم ﷺ پیکر عفو و کرم اور	6	شجاعت
	استقامت کے کوہ گراں	6	خلق
24	حدود الہیہ کی تعریف	6	اخلاق نبوی ﷺ
24	حدود الہیہ کا نفاذ	7	اسوہ حسنہ کی روشنی میں حسن معاشرت
26	حدود الہیہ میں سفارش	8	فرض کی ادائیگی
27	مظلوموں کی داد رسی	8	کفار مکہ کی ایذا رسانی
30	خطبہ حجۃ الوداع منشور انسانیت	9	خاندان سیدنا یا سر ﷺ کی استقامت ایمانی
37	اخلاق کریمہ کے ثمرات	12	روح فرسا واقعات اور استقامت نبوی ﷺ
37	فرض کی ادائیگی	13	اخلاق کریمانہ اور فرامین رسول ﷺ
38	ذاتی دشمن سے درگزر	13	گناہ کے بعد نیکی
38	حدود الہیہ کا نفاذ	13	مومن کے میزان میں حسن سلوک سب سے زیادہ وزنی
38	بے نمازی سے سختی کا برتاؤ	14	تقویٰ اور حسن اخلاق کا مقام
39	صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قابل تعظیم	14	حسن اخلاق کا درجہ
39	گستاخ رسول قابل نفرت	14	حضور ﷺ کا پیارا شخص
40	حواشی	14	محبوب رسول ﷺ

نحمد الله تعالى ونسلم على رسوله الكريم

بسم الله الرحمن الرحيم

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے کہ آج ہم نچی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح تک انتشار و بے چینی اور کشیدگی کا شکار ہیں، والدین اولاد دے نالاں ہیں جبکہ اولاد والدین کا شکوہ کر رہی ہے۔ میاں، بیوی کا اور بیوی خاوند کی شاکہ ہے ہمسایہ، ہمسائے کی بے حسی پر چیں بہ چیں اور دوست، دوست کی بے وفائی کا تذکرہ لئے بیٹھا ہے۔ دکاندار کا خیال ہے کہ گاہک اس سے زیادتی کرتا ہے، چیز اچھی پسند کرتا ہے اور دام پورے نہیں ادا کرتا، جبکہ گاہک سمجھتا ہے کہ دکاندار نے لوٹ چار کھی ہے دام کئی گنا زیادہ وصول کرتا ہے اور چیز گھٹیا دیتا ہے۔ فیکٹری کے مالک کی نظر میں مزدور کام چور ہیں، مزدور کہتا ہے کہ فیکٹری کا مالک بڑا ظالم ہے، کام زیادہ لیتا ہے اور اجرت کم دیتا ہے، اسی طرح حکومت عوام کو اور عوام حکومت کو کوس رہے ہیں۔ آخر یہ سب کیا ہے؟؟؟

یاد رکھیے! ان تمام خرابیوں کی ایک بہت بڑی وجہ اخلاق عالیہ کا تباہ ہونا ہے جب کہ اخلاق عالیہ کی تباہی کا سبب دین فطرت یعنی دین اسلام سے دوری ہے۔ افسوس صد افسوس کہ ہم نے مذہب کو ثانوی حیثیت دینا ترقی کا راز سمجھ رکھا ہے اور یہی بات ہماری تباہی کا پیش خیمہ بنی۔ صد حیف اے مسلم کہ:۔

تجھے کالی گھٹا کا بھی نہیں پہچاننا آیا

نشین سے دھواں اٹھتا ہے تم کہتے ہو کہ ساون ہے

اے کاش کہ ہم نے دنیا کے فرنگی ذہن دانشوروں کی بجائے اپنے خالق و مالک پروردگار عالم کے ارشادِ ذیشان پر غور کر لیا ہوتا کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ۔ (۱) تمہارے لئے (انسان کامل) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ایک بہترین نمونہ ہے۔ یعنی اگر تم نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلو گے تو یقیناً انسانیت کی معراج پا لو گے، آج کا موضوع تاجدار عرب و عجم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمہ جہت اُسوۃ حسنہ سے صرف ایک صفت اخلاقِ کریمہ ہے تاکہ تمام موجودہ معاشرتی خرابیوں کو اسوۃ نبی محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی راہنمائی میں حل کیا جاسکے اسی راستے پر چل کر انسان کی حقیقی فوز و فلاح ہے۔

اخلاقِ کریمہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کے موضوع پر کچھ عرض کرنے سے قبل مناسب ہے کہ لفظ اخلاق کا معنی ذہن نشین ہو جائے۔

اخلاق کی تعریف

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ اس ضمن میں رقمطراز ہیں کہ اَلْخُلُقُ مَلَکَۃٌ نَفْسَانِیَّةٌ یَسْهُلُ عَلَی الْمُتَعَصِّفِ بِهَا الْاِتِّیَانُ بِالْاَفْعَالِ الْجَمِیْلَةِ ”خلق، نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں کہ جس میں وہ پایا جائے اس کے لئے افعالِ جمیلہ اور خصائصِ جمیدہ پر عمل کرنا نہایت درجہ آسان اور سہل ہو جائے۔

(تفسیر کبیر، سورۃ قلم آیت ۴)

امام رازی علیہ الرحمہ مزید فرماتے ہیں کہ کسی اچھے، اعلیٰ اور خوبصورت فعل کا تکلف کرنا الگ چیز ہے لیکن اس کا خود بخود سہولت سے ادا ہونا الگ چیز ہے۔ کوئی بھی فعل خلق صرف اسی وقت کہلائے گا جب اس کے کرنے میں تکلف سے کام نہ لینا پڑے۔ (تفسیر کبیر)

معلوم ہوا کہ اخلاق عاجزی و انکساری ہی کا نام نہیں بلکہ باطنی طور پر تمام انسانی کمالات کی کیفیتوں کا نام غلق ہے جس کی مثال اس طرح آسانی سے سمجھی جاسکتی ہے۔

رحم: اگر کوئی دکھی انسانیت کی خدمت کرتا ہے، کسی گرے ہوئے کو اٹھاتا ہے یا کسی مظلوم کی مدد کرتا ہے، تو دل میں ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے جسے ”رحم“ کہا جاتا ہے۔

عفو و صبر: ایسے ہی کسی ذاتی دشمن کو جو باوجود طاقت کے معاف کر دیتا ہے اور انتقام نہیں لیتا، تو دل میں ایک قوت پیدا ہوتی ہے جسے ”عفو اور صبر“ کہا جاتا ہے۔

شجاعت: کسی ملک یا دین و مذہب کے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہوتا ہے اسے مقابلہ کا چیلنج دیتا ہے اور جو انمردی کے ساتھ اس کا مقابلہ کرتا ہے، تو پیدا ہونے والی دلی کیفیت کا نام شجاعت ہوگا۔

خلق: اور جب انسان ایسی تمام قوتوں کو عین موقع و محل پر استعمال کرے تو اسے خلق کہا جائے گا۔

اخلاق نبوی ﷺ: اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے پیارے محبوب! إِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِي عَظِيمٌ (القلم آیت ۵) آپ بے شک بڑے صاحب اخلاق ہیں۔

اور خود تاجدار انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے
بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ (میں محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں) یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ صرف انتہائی عظیم اخلاق کے مالک ہیں۔ بلکہ تمام اقسام اخلاق مثلاً سخاوت، شجاعت، رحم، عضو، صبر، احسان، صدق، حوصلہ، ادب، حیاء، امانت، دیانت، مروت، اخوت، غیرت، استقامت، عفت، عدالت، وفا، حسن معاشرت، زہد و تقویٰ اور دیگر تمام محاسن اخلاق کی تکمیل کے لئے تشریف

لائے اور یہ تمام صفات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔
 اس دعویٰ کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارہ میں
 سوال کیا گیا تو آپ نے نہایت اختصار سے جواب دیا کہ ”كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (الحدیث)
 یعنی جن محاسن اوصاف اور مکارم اخلاق کو اپنانے کا قرآن کریم نے حکم دیا ہے
 صاحب خلق عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سب کے سب بدرجہ اتم موجود تھے
 اور ہر نقص سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مبرا و منزہ تھے۔ خود حضور اکرم صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ذی شان ہے کہ اَدْبِنِي رَبِّيَ تَا دِينًا حَسَنًا (۵) یعنی خود
 پروردگار عالم جل شانہ نے مجھے ادب سکھایا اور اس کے ادب سکھانے کا انداز نہایت
 ہی اعلیٰ تھا۔ سبحان اللہ تعالیٰ جب اس معلم کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا استاد
 گرامی خود خالق کائنات ہے تو اس نے اپنے اس تلمیذ ارشد کو کن کمالات علم و حکمت
 سے نوازا ہوگا، اس کا تصور بھی غیر ممکن ہے۔ فرماتا ہے کہ اَلرَّحْمَنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ (۶)
 یعنی اپنے محبوب علیہ السلام کو قرآن کریم خود رب ذوالجلال سے سکھایا ہے جب کہ
 دوسری جگہ فرمایا ہے کہ عَلَّمَكُمَا لَمْ تَكُنْ لَعَلَّمْ (۷) ”اے محبوب علیک السلام
 جو بھی آپ نہ جانتے تھے (ہم نے) آپ کو سکھادیا۔

ایک اور جگہ فرمایا ہے۔ فَاَوْحَىٰ اِلَىٰ عَبْدِهِ مَا اَوْحَىٰ (۸) (النجم)
 یعنی جو اللہ تعالیٰ نے جو چاہا اپنے اس عبد خاص کو وحی فرمائی۔ (کوئی دوسرا نہیں جانتا)

اسوہ رسول ﷺ کی روشنی میں حُسنِ معاشرت

اس سب کچھ کے ہوتے ہوئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ کوئی بھی مخلوق
 اخلاق نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کما حقہ احاطہ کر سکے۔ بایں ہمہ اگر صرف
 مذکورہ بالا چند کمالات اخلاقِ مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ہی نہایت اختصار

سے گفتگو کی جائے تو یہ رسالہ بجائے خود بہت بڑی کتاب بن جائے گا۔ اس لئے متعلقہ موضوع ”حسن معاشرت“ کے بعض اجزاء (یعنی فرض کی ادائیگی، دشمن سے سلوک اور حدود الہیہ کا نفاذ) کے بارہ اختصاراً کچھ عرض کیا جاتا ہے ملاحظہ کیجئے۔

فرض کی ادائیگی

حضور اکرم رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اعلان نبوت فرمایا تو اس فرض کی ادائیگی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناقابل یقین حد تک رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا کفار مکہ نے میرے آقا رسول عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جینا دو بھر کر دیا۔ راہ چلتے میرے آقا علیہ السلام پر سنگ باری کرنا، راستے میں کانٹے بچھانا، سرانور پر کوڑا کرکٹ پھینکنا تو گویا روز کا معمول تھا۔ کفار مکہ کی ایذا رسانی کے کیا کیا طریقے تھے اس کا اندازہ درج ذیل واقعہ سے لگائیے۔

کفار مکہ کی ایذا رسانی

ایک دن کا ذکر ہے کہ شہر مکہ کے نامور سرداران قریش قوم کفارناہجرا صحن حرم میں بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تے کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور نماز ادا کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں سجدہ ریزہ ہو گئے۔ کفار کو ایک شرارت سوچھی ان میں سے ایک بولا کہ تم میں سے کون ایسا بہادر ہے جو قریب ہی مذبح خانہ میں جائے کہ وہاں لوگوں نے چند روز قبل اونٹ ذبح کئے تھے ان کی گلی سڑی بدبودار اوچھڑیاں اسی جگہ پڑی ہیں۔ وہ ان کو اٹھا لائے اور جب یہ (طیب و طاہر رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں جائیں تو وہ اوچھڑیاں ان کی پیٹھ اور گردن پر رکھ دی جائیں تو بس مزہ ہی آجائے، یہ سن کر دوسرا بد بخت سردار عقبہ بن ابی معیط بولا یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ (گویا بتوں کی حمایت اس کا مذہبی فریضہ تھا جسے وہ ادا کر رہا تھا) چنانچہ وہ گیا اور بدبودار اوچھڑیاں اٹھا لایا اور جب پیکر

ممبر و رضامع صدق و صفاء مجسمہ لطافت و نظافت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ میں سر رکھا تو اس نابکار نے ان غلیظ اوجھڑیوں کو پشت انور اور گردن مبارک پر ڈال دیا۔ اوجھڑیوں سے بہنے والی گندگی نے سارا جسم انور آلودہ کر دیا۔ کفار ناہنجار اس منظر کو دیکھ کر دیوانہ وار قہقہے لگاتے اور ایک دوسرے پر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے۔ حضور اکرم رسول مختتم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دیر تک اسی حالت سجدہ میں پڑے رہے حضرت سیدہ فاطمہ علیٰ بیہا و علیہا الفضل الصلوٰۃ والسلام کو پتہ چلا تو آپ تو روتی ہوئی آئیں اور اپنے ننھے ننھے معصوم ہاتھوں سے ان غلیظ اوجھڑیوں کو طیب و طاہر جسم اقدس سے الگ کیا تو پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ سے سر انور اٹھایا۔ (قدرے اختلاف کے ساتھ صحیح بخاری رقم الحدیث 240 صحیح مسلم رقم الحدیث 107-1794 سیرۃ النبوة ابن کثیر جلد اول)

گویا اس حالت میں طویل سجدہ فرما کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا والوں پر ثابت فرما دیا کہ کوئی بڑی سے بڑی ایذا بھی فرض کی ادائیگی کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ کسی کریم ذات اقدس کے لئے اس کے دوستوں کو اس کی وجہ سے سزا دیا جانا بھی شدید کرب ناک اور تکلیف دہ امر ہوتا ہے۔ میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (میرے ماں باپ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہوں) ان مراحل سے بھی گذرے کفار مکہ نے صحابہ و صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس قدر ایذائیں دیں کہ اوراق تاریخ ان کی لرزہ خیز داستانوں سے بھرے پڑے ہیں۔ یہاں ایک واقعہ سپرد قلم کیا جا رہا ہے۔ پڑھیے اور قلب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر گزرنے والی کیفیت کا اندازہ لگائیے۔

خاندان سیدنا یا سر رضی اللہ عنہما کی استقامت ایمانی

حضرت سیدنا یا سر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تین افراد کا مختصر سا گھرانہ یعنی آپ،

آپ کی بیوی حضرت سمیہ اور آپ کے بیٹے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم سے وابستہ ہوئے تو کفار مکہ نے ان پر ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کر دیئے حضرت عمار اور حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو تنگی پیٹھ دہکتے ہوئے کونلوں پر لٹایا جاتا اس سے جسم انور کی کھال جل گئی تھی۔ رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو اس حال میں دیکھتے تو سخت بے چین ہو جاتے اور ان مظلوموں کو صبر کی تلقین فرماتے ایک دن ان ظالموں نے ان تینوں حضرات کو گھیرے میں لے لیا اور مارنا شروع کر دیا حضرت یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنا مارا کہ آپ شہید ہو گئے۔ حضرت سیدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت بھی غیر تھی ان کے جسم اقدس سے خون بہہ رہا تھا۔ ان کے خاوند ذی وقار نگاہوں کے سامنے تڑپ تڑپ کر جان، جان آفریں کے سپرد کر چکے تھے، اکلوتا بیٹا عمار بھی زخموں سے چور تھا۔ ایسی انتہائی مخدوش حالت میں ابو جہل لعین نے سیدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہا کہ سمیہ عقلمندی سے کام لو اور دیکھو تمہارے خاوند نے ہماری بات نہ مانی اور یوں بے موت مارا گیا۔ اگر تم بھی ضد کرو گی تو ماری جاؤ گی تمہارا بیٹا عمار یتیم و مسکین ہو کر در بدر کی ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ اس کی یتیمی پہ رحم کرو اور ہماری بات مانو۔ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھنا چھوڑ دو ہم تمہیں اس صلہ میں بڑا انعام دیں گے مگر سیدہ سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ جان تو قربان کر سکتی ہوں مگر دامن مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہیں چھوڑ سکتی۔ اس پر کفار غیض و غضب میں اندھے ہو کر ان کو مارنے لگے۔ اچانک ابو جہل کی آواز فضا میں بلند ہوئی کہ بس بھی اب اس کو کچھ نہ کہو تھوڑی دیر کے لئے کفار کا ظلم تھا۔ حضرت سمیہ زخموں سے نڈھال تھیں۔ ان کفار میں کوئی نہ جانتا تھا کہ ابو جہل کا کیا پروگرام ہے۔ آخر سزا سے کیوں روکا گیا ہے شاید اس ظالم کے دل میں بھی جذبہ رحم بیدار ہو گیا ہے؟ اتنے میں ابو جہل نے دواؤں لانے کا

حکم دیا تعمیل حکم میں دو اونٹ آ گئے۔ ایک اونٹ کا منہ مشرق کی طرف کر دیا گیا اور دوسرے کا مغرب کی طرف، پھر ان کے درمیان سیدہ ستمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لٹا کر ان کا ایک پاؤں ایک اونٹ اور دوسرا پاؤں دوسرے اونٹ سے باندھ دیا گیا، اونٹوں پر دو آدمی سوار ہو گئے خود ابو جہل نیزہ لے کر کھڑا ہو گیا اور حضرت سیدہ ستمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو لٹکا کر کہا کہ اے عورت یہ آخری وارننگ ہے اگر تو میری بات نہ مانے گی اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑے گی تو میں جو تیرا حشر کرنے والا ہوں تجھ سے پوشیدہ نہیں تجھے ایسی کرب ناک موت سے دوچار کروں گا کہ لوگوں کو عبرت ہوگی۔

ابو جہل لعین کی اس وارننگ پر حضرت سیدہ ستمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جواب تھا کہ جو تیرے جی میں آئے کر یہ جسم کلڑے کلڑے تو ہو سکتا ہے مگر دل سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت نہیں نکل سکتی، ابو جہل خبیث نے اونٹ سواروں کو اشارہ کیا ایک اونٹ دائیں جانب کو چل پڑا اور دوسرا بائیں جانب کو اس لعین نے حضرت سیدہ ستمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوری قوت سے نیزہ مارا اور یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جسم اطہر دو حصوں میں چر گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(اے پروردگار عالم تو اپنی بے شمار رحمتوں کا نزول فرما اس پاک باز ہستی پر کہ جو صعب نازک ہونے کے باوجود صبر و استقامت کا کوہ گراں ثابت ہوئی جس نے تیری راہ میں ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہوئے مرتبہ شہادت پایا۔)

(مختلف کتب سیر و تواریخ)

چہ خوش رسمے بنا کر وند بہ خاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کنند این عاشقان پاک طینت را
ترجمہ: انہوں نے خاک و خون میں آلودہ ہونے کی کتنی بہترین رسم کی ابتداء کی
اللہ تعالیٰ ان پاک باز عاشقوں پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔

حضرت سیدنا یا سر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ ستمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اسلام کے سب سے پہلے شہید ہونے کا شرف میسر آیا۔

روح فرسا واقعات اور استنقا مت نبوی ﷺ

غور فرمائیے! ایسے روح فرسا واقعات بھی حضور اکرم نور مختتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پائے استقلال میں لغزش نہ لاسکے۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آبائی وطن چھوڑنا تو گوارا فرمالیا۔ مگر کیا مجال تھی کہ تکمیل فرض میں ذرا بھی کوتاہی سرزد ہوئی ہو۔ کفار مکہ نے ہر حربہ استعمال کیا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کلمہ حق کہنے سے باز آجائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ذہنی، جسمانی، معاشی ایذائیں دیں گئیں۔ دنیاوی لالچ کے طور پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سرداری، مال و دولت اور سیم و زر کا لالچ بھی دیا تاکہ آپ ان کے تراشیدہ خود ساختہ معبودوں کو برا بھلا نہ کہیں۔ مگر خالق کائنات جل شانہ کے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صاف اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی لا کر رکھ دیں اور یہ توقع کریں کہ میں دعوت حق سے دست بردار ہو جاؤں گا تو یہ ناممکن ہے۔ یا تو اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ دے دے گا یا پھر میں اپنی جان قربان کر دوں گا۔ مگر میں اس فرض کو ترک نہیں کروں گا۔ (ابن ہشام جلد نمبر ۱)

ذاتی دشمن سے درگزر

اس قدر ذہنی دباؤ اور حالات کی شدت ایک اچھے بھلے عقلمند انسان کو ذہنی مریض بنا دیتی ہے۔ اکتاہٹ اور چڑچڑاپن اس کی عادت ثانیہ بن جاتا ہے اور وہ جوش انتقام میں اندھا ہو کر موقع ملتے ہی اپنے دشمن کو عبرت ناک سزا دیتا ہے مگر قربان جائیں اُس محبوب مکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے کہ نہ تو کبھی پیشانی پر

شکمن آنے دی اور نہ ہی قلب انور میں کوئی تغیر پیدا ہوا۔ خود تو کریم النفس تھے ہی غلاموں کو بھی اسی بات کا سبق دیا۔ اور پھر زمانہ نے دیکھا کہ خطہ عرب کے وحشی چرواہے زمانے کے متمدن ترین قوم بن گئے۔

ایک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا
خاک کے ذروں کا ہم دوش ثریا کر دیا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

اخلاق کریمانہ اور فرامین رسول ﷺ

محترم قارئین کرام! آپ بھی بحیثیت مسلمان اخلاق کریمہ کا سبق حاصل کرنے کے لئے ذیل کی احادیث مبارکہ پڑھیے اور یہ خصائل خود میں پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ یقیناً آپ کا گھر، بستی اور ملک جنت نظیر بن جائے گا۔
گناہ کے بعد نیکی

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا ”اے ابوذر! تم جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ اگر کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کے فوراً بعد نیکی کر لو، وہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا کرو۔ (1)

مومن کے میزان میں حسن سلوک سب سے زیادہ وزنی

حضرت ابی دردار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں حسن سلوک سے زیادہ وزنی اور کوئی چیز نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ بخش قسم کی گفتگو کرنے والے

بد زبان گالیاں بکنے والے سے دشمنی رکھتا ہے۔ (2)

تقویٰ اور حسن اخلاق کا مقام

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا ”کیا تم کو معلوم ہے سب سے زیادہ تعداد میں کون سی بات لوگوں کو جنت میں لے جائے گی؟“ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زیادہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”جنت کے اندر لوگوں کو سب سے زیادہ تعداد میں لے جانے والی چیز تقویٰ اور حسن اخلاق ہے۔ (المحدیث)

حسن اخلاق کا درجہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خود سنا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے کہ ایک ایمان والا حسن اخلاق کی وجہ سے قائم اللیل (ساری رات ہمیشہ عبادت کرنے والے) اور صائم النہار (دن کو ہمیشہ روزہ رکھنے والے) کا درجہ پالیتا ہے۔ (3)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا شخص

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”میرے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ پیارا وہ شخص ہے جو حسن سلوک میں سب سے زیادہ اچھا ہو۔ (4)

محبوب رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں مزید یہ بھی ہے کہ فرمایا ”میرے نزدیک تم میں سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن تم میں سے میرے

سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق اچھے ہوں گے۔ پھر فرمایا میرے نزدیک تم میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ اور قیامت کے دن تم میں سے مجھ سے سب سے زیادہ دور بے ہودہ باتیں کرنے والے، زبان دراز (گالیاں بکنے والے) اور متکبر ہوں گے۔ (5)

اچھی عطا

حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمائیے کہ (ایمان کی دولت کے بعد) ایک انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کون سی چیز سب سے اچھی عطا فرمائی گئی ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”حسن اخلاق“۔ (6)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں (یمن کی طرف حاکم بن کر روانہ ہوا اور میں) نے رکاب میں پاؤں رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے آخر میں مجھے یہی نصیحت فرمائی کہ معاذ! لوگوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنا۔ (7)

ترک تعلق کی ممانعت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”خبردار کسی مسلمان سے بغض نہ رکھو، نہ کسی سے حسد کرو، نہ کسی کی غیبت کرو، اللہ تعالیٰ کے بندو بھائی بھائی بن کر رہو! کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھے (یعنی ناراض رہے)۔ (8)

بدگمانی سے بچو

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ اور کسی کے عیب تلاش نہ کرو، کسی مسلمان کی جاسوسی نہ کرو، کسی کو دھوکہ نہ دو، کسی سے حسد نہ کرو، کسی سے بغض نہ رکھو، کسی کی غیبت نہ کرو، اللہ کے بند و بھائی بھائی بن کر رہو۔ (9)

اخلاق رسول ﷺ کے چند گوشے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دس سال تک رہا لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کبھی اف تک نہ فرمایا اگر مجھ سے ایسا کام ہو بھی گیا تو یہ نہ فرمایا کیوں کیا ہے۔ اور اگر میں نے کوئی کام نہیں کیا تو یہ نہ فرمایا کہ کیوں نہیں کیا، بے شک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی خوش اخلاق تھے، کوئی ریشم بلکہ کوئی بھی چیز میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلی سے نرم نہیں چھوئی (یعنی مبارک ہتھیلیاں بہت ہی ملائم اور نرم و نازک تھیں) اور میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے زیادہ خوشبودار کوئی عطریا مشک نہ پایا۔ (10)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری روایت میں ہے کہ اگر مجھ سے کوئی قصور ہو جاتا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اہل خانہ مجھے تنبیہ فرماتے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کو منع فرمادیتے اور مجھے کچھ نہ کہنے دیتے۔ (11)

یاد رہے کہ! حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو تقریباً دس (10) سال تک خدمت انور میں حاضر رہے یہ آٹھ سال کی عمر کے تھے کہ ان کی والدہ حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

وسلم میں بطور خادم پیش کر گئی تھیں اور ان کا بچپنا میرے آقا رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کا لطف اٹھاتے ہوئے گزرا۔ ”زہے مقدر زہے نصیب۔“
حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نہ بخش گو تھے، نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ ہی گالیاں نکالتے تھے ناراضگی کے وقت بس اسی قدر فرماتے۔ ”مَا لَهُ قُرْبَ جَبِينُهُ“ اسے کیا ہو گیا ہے اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔ (12)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تو کنواری پردہ نشین لڑکی سے بھی زیادہ حیا دار تھے۔ جب کوئی ایسی چیز ملاحظہ فرماتے جو ناپسند ہوئی تو (عیب نہ نکالتے بلکہ) ہم آپ کے چہرہ انور سے کراہت کے آثار معلوم کر لیتے۔ (13)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کسی عورت، لونڈی یا خادم کو سزا نہ دی ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کفار سے ضرور جہاد فرمایا۔ یونہی اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو کسی کی طرف سے کوئی ضرر یا تکلیف پہنچی تو کبھی انتقام نہ لیا بلکہ کھلے دل سے معاف فرما دیتے ہاں البتہ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا تو اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے سزا دیتے۔ (14)

حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو تبسم کرتے نہیں دیکھا۔ (15)
(یعنی خندہ پیشانی کے ساتھ مسکرا کر ملتے تھے۔)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اس وقت تک اپنے دست مقدس کو اس کے

ہاتھوں سے جدا نہ فرماتے جب تک وہ آدمی خود اپنا ہاتھ کھینچ نہ لیتا، اور (جب کوئی ملاقات کو آتا تو) اپنا رخ زیبا اس وقت تک اس سے نہ پھیرتے (یعنی مسلسل کھڑے رہتے) جب تک وہ آدمی خود چہرہ نہ پھیر لیتا (یعنی چلا جاتا) اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں تشریف فرما ہوتے تو کبھی کسی سے زانو مبارک آگے بڑھا کر نہ بیٹھتے تھے۔ (16)

نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم پیکر عفو و کرم اور استقامت کے کوہِ گراں

محترم قارئین! یہ ناچیز گلشنِ حدیث کے صدا بہار، عطربیز، روح پرور لا تعداد پھولوں میں سے ایک مختصر مگر حسین و دلربا گلدستہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ یقیناً آپ کا مشامِ روح اس کی دلکش خوشبوؤں سے معطر و معطر ہوگا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ میرے آقا رسولِ عربی (فداء روجی و جسدی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے انتقام نہ لیتے تھے۔ اس سراپا کرم رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا اور اُمتِ مرحومہ کی بہتری کے لئے وقوع پذیر ہوتا ذیل میں چند واقعات سپردِ قلم کر رہا ہوں پڑھیے اور اُمتِ مرحومہ کی خاطر صعوبتیں برداشت کرنے والے غمخوار آقا علیہ السلام کی محبت کی لازوال شمع کی ضیا پاشیوں سے دل کی اندھیر کوٹھری کو روشن و تابان کرتے ہوئے ایمان کو مزید تازگی بخشنے۔

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہا تھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (نجران کی بنی ہوئی) موٹے کنارے والی چادر اوڑھ رکھی تھی اتنے میں دیہاتی آیا اور اس نے چادر کو پکڑ کر اتنے زور سے کھینچا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی

گردن مبارکہ پر چادر کی کناری سے رگڑ کا نشان پڑ گیا پھر وہ (درخت روئی سے) بولا اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) جو اللہ تعالیٰ کا دیا مال تمہارے پاس ہے اس میں سے مجھے بھی دو، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے رخ انور اس کی طرف کیا اور مسکرا پڑے پھر غلاموں کو حکم دیا کہ اسے مال و دولت عطا کرو۔ (17)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حنین سے واپسی پر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آ رہا تھا اثنائے راہ میں کچھ دیہاتی خیرات مانگنے کے لئے حضور اکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے چٹ گئے (ان کی بدتمیزی کی وجہ سے) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک کیکر کے درخت سے الجھ گئے دیہاتیوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارکہ بھی جھپٹ لی تھی (اس قدر بدتمیزی کے باوجود جنین اقدس پر تل نہ آیا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کھڑے (مسکراتے ہوئے) فرما رہے تھے ”مجھے میری چادر تو دے دو، سنو! اگر میرے پاس ان سنگ ریزوں (یا فرمایا) اس درخت کے کانٹوں کے برابر بھی اونٹ ہوں گے تو میں سب کے سب تم میں تقسیم کر دوں گا۔ تم مجھے نہ تو بخیل پاؤ گے اور نہ ہی جھوٹا اور کم حوصلہ یعنی بزدل۔ (18)

سبحان اللہ تعالیٰ والحمد للہ الذی بعث فی الامیین رسولاً من انفسم یتلوا علیہم آیاتہ و یعلمہم الکتب والحکمۃ و صلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ قدر اخلاقہ و شمائلہ و باریک وسلم۔

دس سن نبوی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے شفیق چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی اور ان کی وفات کے بعد تین یا پانچ روز بعد آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جان نثار رفیقہ حیات اور سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ ام المومنین سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا داغ

مفارقت دے گئیں۔ ان دونوں کی وفات حسرت آیات سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بہت غمزدہ ہوئے اور ہمیشہ اس سال کو ”عام الحزن“ یعنی غم کا سال قرار دے کر یاد فرمایا کرتے تھے۔ اسی سال رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ رسالت کے لئے طائف تشریف لے گئے۔ سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیش کردہ غلام حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیق سفر تھے۔ نبی مکرم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں پہنچ کر بنی ثقیف کے سرداروں یعنی عبد یلیل اور اس کے بھائی مسعود اور حبیب کو دعوت اسلام دی، مگر ان بد نصیبوں نے اس دعوت اسلام کا انتہائی بری طرح سے جواب دیا۔ ایک بولا ”اگر خدا نے تجھے پیغمبر بنایا ہے تو وہ غلاف کعبہ کو چاک کر رہا ہے“ (استغفر اللہ تعالیٰ) دوسرے نے کہا ”کیا خدا کو پیغمبری کے لئے تیرے سوا اور کوئی نہ ملے“ (معاذ اللہ تعالیٰ) جب کہ تیسرے کا جواب تھا ”میں تجھ سے ہرگز کلام نہیں کر سکتا، کیونکہ اگر تو پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے، تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر تو جھوٹا ہے تو قابل خطاب ہی نہیں۔ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مایوس ہو کر واپس ہوئے، تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو اکسایا، وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے اور تالیاں بجا کر مذاق اڑاتے تھے۔ تھوڑی ہی دیر میں بہت سارے لوگ جمع ہو گئے اور صف باندھ کر راستے کے دونوں طرف کھڑے ہو گئے۔ جب تاجدار عرب و عجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگے، تو قدم مبارک اٹھاتے وقت وہ مبارک پاؤں (کہ جن کو معراج کی رات حضرت جبریل علیہ السلام اپنے کا فوری ہونٹوں سے بوسے دیتے اور ادا با اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے) پر پتھر برسائے لگے، یہاں تک کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے۔ جب میرے آقا (فداہ امی وابی) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پتھروں کا شدید صدمہ پہنچتا، تو پاؤں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے، مگر وہ کمینے لوگ بازوؤں سے پکڑ کر کھڑا

کر دیتے۔ جونہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم قدم مبارک اٹھاتے وہ عالم پھر پتھروں کی بارش برسا دیتے۔ ساتھ ساتھ ہشتے اور مذاق بھی اڑاتے جاتے تھے۔ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر ثار ہو رہے تھے۔ کبھی بھاگ کر آگے ہوتے تو کبھی پیچھے، اور ان بد نصیبوں کے پتھروں کو اپنے جسم پر جھیلے۔ یہاں تک کہ ان کا سر مبارک بھی پھٹ گیا۔ ثقیف کے ان کمینوں نے عتبہ و شیبہ پسرانِ ربیعہ کے باغ تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا تعاقب کیا۔ باغ میں داخل ہو کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک انگور کی بیل کے سایہ میں تشریف فرما ہو گئے عتبہ اور شیبہ اگرچہ اسلام کے بدترین دشمن تھے، مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اس حالت پر ان کو بھی رحم آ گیا۔ انہوں نے اپنے عیسائی غلام ”عداس“ سے کہا کہ انگور کا خوشہ ایک پلیٹ میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور عرض کر کہ انگور تناول فرمائیں (عداس نے ایسا ہی کیا) آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھ کر انگور تناول فرمانے شروع کر دیئے۔ عداس متعجب ہو کر بولا ان شہروں کے لوگ تو ایسا (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم) نہیں کہتے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ ”تو کہاں کا رہنے والا ہے؟“ اس نے عرض کیا کہ ”نینوی“ کا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! وہ اللہ کے نیک بندے ”یونس بن متی“ کا شہر ہے۔ عداس نے حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے۔ یہ سن کر عداس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور ایمان لے آیا۔

(سیرت ابن ہشام، مدارج النبوة)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک بار میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کیا روزِ احد سے زیادہ سخت ترین

دن آپ پر کوئی اور آیا؟ فرمایا! بلاشبہ تمہاری قوم کی طرف سے جو دیکھا سودیکھا، لیکن ان کی طرف سے جو روز عقبہ (طائف کے سفر میں) دکھ پہنچا ہے (وہ شدید ہے) جو میں نے اپنے آپ کو (ثقیف کے سردار) عبد یلیل بن کلال کے سامنے پیش کیا اور اسے دعوت اسلام دی، لیکن اس نے قبول نہ کیا، تو میں غم کی حالت میں سر جھکائے چل دیا اور (ان بد بختوں کے ناروا سلوک کی وجہ سے) ”قرن الثعالیب“ (ایک جگہ کا نام ہے جو اہل نجد کا میقات ہے) میں پہنچنے تک مجھے کوئی ہوش نہ تھا۔ وہاں پہنچ کر میں نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کا ایک ٹکڑا مجھ پر سایہ کئے ہوئے ہے۔ اس بادل میں مجھے جبرائیل امین علیہ السلام نظر آئے، انہوں نے مجھے مخاطب کر کے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں اور ان کا جواب ملاحظہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں ”ملک الجبال“ (پہاڑوں کا فرشتہ) کو آپ کے تابع فرمان بنا کر بھیجا ہے، آپ جو چاہیں اسے حکم فرمائیں پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتہ نے سلام عرض کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حق تعالیٰ نے آپ کی قوم کی باتیں سنیں، میں پہاڑوں کا فرشتہ ہوں (دنیا کے تمام پہاڑ میرے قبضہ میں ہیں) اگر آپ حکم صادر فرمائیں، تو میں ان (بد بختوں) پر ”اخشبین“ (دو پہاڑ ہیں) الٹ دوں؟ کہ میں نہیں چاہتا بلکہ امید رکھتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل شانہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا فرمائے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ (19)

اس واقعہ میں حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بے مثال رحمت و غنوا اور صبر کا ثبوت ملتا ہے اور ایسے ہی فتح مکہ مشرفہ کے موقع پر جب کہ حضور سید عالم، شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم شاندار فوج اور جان نثار صحابہ کے جلوں میں ایک عظیم فاتح کی حیثیت سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، تو تمام لوگ جنہوں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ستانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاست نہ کیا تھا۔ جو راستے میں کانٹے بچھاتے تھے، پتھر مارتے تھے، سرانور پر کوڑا کرکٹ پھینکتے تھے، جنہوں نے قتل

کے ارادے سے کاشانہ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا محاصرہ کیا تھا، جنہوں نے کئی بار حضور پر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو سخت ترین جسمانی اور ذہنی تکالیف دیں۔ نماز کی حالت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جانوروں کی گندگی (اوجھری اور گوبر وغیرہ) ڈال دیا کرتے تھے جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو شہید کرنے والے تھے۔ جنہوں نے مسلمانوں کے گھروں کو لوٹ لیا تھا اور اہل ایمان ہجرت کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ جنہوں نے مدینہ منورہ میں بھی اسلام کا پیچھا نہ چھوڑا تھا جو شان رسالت مآب میں علی الاعلان گستاخیاں کرتے تھے آج جب کہ مکہ مکرمہ فتح ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم عجب شان و شوکت کے ساتھ بیت اللہ شریف کے دروازے میں اس کی چوکھٹ کے بازوؤں کو پکڑے کھڑے ہیں۔ سامنے وہ تمام مجرم (کافر) جو کل تک اپنے آپ کو عظیم تصور کئے ہوئے تھے سرنگوں بیٹھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سپاہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ، ہتھیاروں سے مسلح موجود ہیں، کافروں کی گردنیں جھکی ہوئی ہیں، دل زور زور سے دھڑک رہے ہیں، حالت غیر ہے جسموں پر لرزہ طاری ہے، رہ رہ کر کئے ہوئے ظلم یاد آ رہے ہیں۔ پتہ بھی ہلتا ہے تو دل اچھل کر حلق میں آ جاتا ہے۔ سوچتے ہیں کہ بس ایک اشارہ ابرو ہونے کی دیر ہے کہ مکہ مکرمہ کے گلی کو بچے خون میں نہا جائیں گے اور ہمارے جسم خاک و خون میں تڑپتے ہوں گے۔ ہماری سہاگنیں بیوہ اور بچے یتیم اور بے آسرا ہو جائیں گے کیونکہ ہمارے جرم ہمارے ظلم و ستم کہ جن سے انسانیت کی روح کانپ اٹھتی تھی، ناقابل معافی ہیں، وہ سب کے سب مجرم، وہ ظالم، وہ خونخوار اپنے عبرت ناک انجام کی سوچ میں غلطاں ہیں کہ معاً اس عربی تاجدار، اس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والی جان فزا آواز فضا میں گونجتی ہے وہ کمال عفو و کرم کا مظاہرہ فرماتے ہوئے خود اپنی زبان وحی

علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ اگر ان (تمہاری اولاد میں کسی) کی عمر دس برس ہو جائے تو نماز نہ پڑھنے پر انہیں سزا دو۔

(مشکوٰۃ کتاب الصلوٰۃ عن عمر بن شعیب وابوداؤد کتاب الصلوٰۃ)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا درکھو ہمارے اور ان کے درمیان جو عہدہ ہے وہ نماز ہے خبردار جس نے نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔ (20)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”مجھ کو قسم ہے اس رب ذوالجلال کی کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لوگوں کو لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں جب لکڑیاں اکٹھی ہو جائیں تو کسی کو اذان کہنے کا حکم دوں پھر جب اذان ہو چکے تو کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر کچھ خاموشی اور ان لکڑیوں کو ساتھ لے کر ان گھروں کی طرف جاؤں جن کے رہائشی نماز پڑھنے کے لئے نہیں آتے اور ان گھروں کو آگ لگا دوں۔ مجھے ان ذات بابرکات کی قسم کہ کس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ان بے نمازیوں کو پہ پتہ چلے کہ ہمیں (وہاں) گوشت مل جائے گا یا گائے بکری کے دو کھر ہی مل جائیں گے (یعنی کوئی شے بانٹی جائے گی) تو یہ لوگ نماز عشاء کے لئے حاضر ہوں (یعنی دنیا کے حقیر مال کی خاطر تو یہ نماز ضرور پڑھیں گے مگر آخرت کے عظیم ثواب کے لئے نہیں) (معاذ اللہ تعالیٰ) (21)

حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ اقدس میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں بہت سے موذی جانور اور درندے ہیں جب کہ میں ناپیتا ہوں (صحیح مسلم کی روایت میں کہ انہوں نے یہ بھی عرض کیا کہ مجھے ساتھ لانے والا کوئی نہیں) کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں جماعت کیلئے مسجد میں حاضر نہ ہوں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

”کیا تم حتی علی الصلوٰۃ اور حتی علی الفلاح کی آواز سنتے ہو (یعنی آذان کی آواز تمہارے گھر سنائی دیتی ہے) انہوں نے عرض کیا جی ہاں سنائی دیتی ہے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر (مسجد میں) حاضر ہوا کرو اور جماعت چھوڑنے کی اجازت نہ دی۔ (22)

قارئین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ حقوق الہیہ کی ادائیگی میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے عمومی طور پر کسی نرمی کا اظہار نہ فرمایا۔

اسی طرح عام حالت میں تو حکم دیا کہ کوئی مسلمان دوسرے مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ قطع تعلقی نہ کرے مگر جب سزا دینے کا ارادہ فرمایا تو۔

حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ غور طلب رہے۔

حضرت عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جب غزوہ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہ جاسکا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے (بطور سزا) مسلمانوں کو ہمارے ساتھ کلام تک کرنے سے منع فرمادیا تھا اور پچاس روز تک ہم اسی حالت بے چارگی میں رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول فرمائی ہے (اور مسلمانوں نے ہم سے دوبارہ تعلقات بحال کر لئے۔) (بخاری شریف کتاب الاحکام)

پورا واقعہ کتب سیر و احادیث میں موجود ہے۔ آپ کے دوست تھی حضرت مرارہ بن ربیع اور ہلال بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ان تینوں مومنین صادقین سے قطع تعلق کا حکم ارشاد فرمایا حتیٰ کہ 50 روز بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کئے جانے کا سورہ توبہ آیت نمبر 118 میں مژدہ نازل فرمایا)

حدود الہیہ میں سفارش

سن دس ہجری میں جب مکہ مکرمہ فتح ہوا تو وہاں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک چوری کا مقدمہ پیش ہوا۔ یہ چوری حضرت ابوسلمہ عبدالاسد کی بھتیجی یعنی قبلہ قریش کی شاخ بنو مخزوم جیسے اعلیٰ خاندان کی ایک عورت فاطمہ بنت الاسود نے کی تھی۔ جرم ثابت ہو جانے پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا ہاتھ کاٹنے کا حکم صادر فرمایا اس پر اس کی قوم کو وحشت ہوئی اور وہ محبوب و مقرب بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافی منت و سماجت کر کے خدمت اقدس میں لائے تاکہ سزا میں نرمی ہو۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ عالیہ میں سزا میں نرمی کی گزارش کی تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

”اسامہ! تم حدودِ الہیہ کے نفاذ میں سفارش کرتے ہو؟“ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا اور غضب و جلال کو ملاحظہ فرمایا تو فوراً عرض گزار ہوئے ”یا رسول علیک السلام مجھ سے غلطی ہو گئی ہے مجھے معاف فرمائیے اور میرے لئے استغفار فرمائے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہو گیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو جمع فرما کر خطبہ دیا اور فرمایا۔ ”اے لوگو! خبردار ہو جاؤ، پہلی قومیں اسی بنا پر ہلاک ہوئیں کہ اگر ان کے کسی بڑے سے گناہ سرزد ہو جاتا تو وہ اسے چھوڑ دیتے لیکن اگر کسی کمزور سے کوتاہی ہو جاتی تو اس پر حد جاری کر دیتے مجھے قسم ہے اس رب العزت کی کہ اگر فلاں۔ (اس جگہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کی ایک نہایت ہی معزز مکرم خاتون کا نام لیا کہ اگر وہ بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کٹا دیتا اور پھر حد جاری کر دی گئی۔) (مدارج النبوة)

مظلوموں کی داد رسی

ضیاء النبی میں رومانیہ کے وزیر خارجہ کی تالیف ”نظرة جدیدی سیرۃ رسول“ کے حوالہ سے ایک واقعہ منقول ہے اور یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کے اعلان نبوت فرمانے سے پہلے کا ہے آپ بھی پڑھیے اور اخلاق مصطفوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سنہری کرنوں سے اپنے قلوب و اذہان کو منور کیجئے۔

ایک بدو جنوبی علاقہ سے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکہ مکرمہ آیا اس کے ساتھ اس کی ایک بیٹی تھی جو بڑی خوب رو تھی مکہ کے ایک دولت مند تاجر (جس کا نام دوسرے مورخین نے منبیہ بن حجاج لکھا ہے) نے اس بچی کو اغوا کر لیا اس کے مسکین باپ کے لئے سوائے اس کے کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ اپنے قبیلے کے پاس جائے، انہیں اپنی داستان غم سنائے اور ان سے مدد کی درخواست کرے، لیکن پھر اسے یاد آیا کہ اس کے قبیلہ میں مردوں کی تعداد بہت کم ہے۔ وہ مکہ کے دس قریشی قبیلوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے وہ اسی پریشانی میں سرگرداں تھا۔ جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کا علم ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کے نو جوانوں کو اپنے پاس بلایا اور انہیں کہا کہ (ایک) قریشی نے (ایک پردیسی) تاجر کے ساتھ جو نازیبا حرکت کی ہے اس پر ہمیں خاموش نہیں رہنا چاہئے۔ چنانچہ قریش کے چند نو جوان کعبہ شریف کے پاس جمع ہوئے اور بلند الفاظ میں حلف اٹھایا۔

نَفْسِمْ اَنْ نَّحْمِيَ الْمَظْلُوْمَ حَتّٰی يَسْتَعِيْدَ حَقَّهُ مِنَ الظَّالِمِ وَ نَقْسِمْ اَنْ لَا يَكُوْنَنَّ لَنَا هَدَفٌ مُّعَيَّنٌ مِنْ وَرَاءِ هٰذَا الْعَمَلِ وَلَا يَهْمُنَا اَنْ يَكُوْنَ الْمَظْلُوْمُ فَقِيْرًا اَوْ غَنِيًّا۔

”ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ ہم مظلوم کی مدد کریں گے۔ یہاں تک کہ ظالم سے وہ اپنا حق واپس لے لے اور ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ اس حلف سے اس کے بغیر ہمارا کوئی اور مقصد نہیں ہوگا۔ ہم اس بات کی پرواہ نہیں کریں گے کہ مظلوم غنی ہے یا فقیر۔“

جب انہوں نے قسم اٹھائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے حجر اسود کو زم زم کے پانی سے دھویا اور اس دھوون کو پی لیا۔ مقصد یہ

ظاہر کرنا تھا کہ وہ اپنی قسم پر پختہ رہیں گے۔ خلف برداری کی اس تقریب کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اپنے نوجوان ساتھیوں کو ہمراہ لے کر اس ظالم تاجر (قریشی) کے گھر گئے اور اس کے مکان کا گھیراؤ کر لیا اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس بچی کو عزت و آبرو کے ساتھ واپس کر دے۔ تاجر (قریشی) نے کہا ایک رات مجھے مہلت دو میں صبح وہ لڑکی اس کے باپ کو لوٹا دوں گا۔ لیکن اس نوجوانوں نے اس کی اس تجویز کو ٹھکرا دیا، اس کو مجبور کیا کہ وہ بچی کو فوراً اس کے باپ کے سپرد کر دے۔ اب وہ مجبور ہو گیا اور بادلِ نحو استہ اسے بچی کو واپس کرنا پڑا۔

یہی مصنف ایک اور روایت میں لکھتے ہیں کہ ایک پردیسی تاجر مکہ آیا تو ابو جہل نے اس سے کچھ سامان خریدا لیکن اس کی قیمت ادا کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پردیسی تاجر کو نوجوانوں کے اس جتھہ کے بارے میں کوئی علم نہ تھا وہ فریاد کنان اپنے قبیلہ کے پاس آیا انہیں برا بھینٹہ کیا کہ وہ اس کی مدد کریں لیکن ایک محدود افراد پر مشتمل قبیلہ قریش کے دس قبائل سے کیونکر ٹکڑے لے سکتا تھا۔ انہوں نے معذرت کی دی وہ تاجر پھر مکہ لوٹ آیا۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ابو جہل کی اس حرکت کا علم ہوا تو بنفس نفیس اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس سے مطالبہ کیا کہ وہ اس سامان کی قیمت تاجر کو ادا کرے چنانچہ بادلِ نحو استہ اسے قیمت ادا کرنا پڑی۔ (ضیاء النبی جلد دوم ص ۱۲۳ تا ۱۲۵)

سبحان اللہ تعالیٰ و بجمہ سوچئے جس ذات ستودہ صفات کی اعلان نبوت فرمانے سے قبل ایسی ناقابل ستائش سرگرمیاں تھیں اعلان نبوت فرمانے کے بعد اس کا عالم کیا ہوگا؟ طوالتِ مضمون سے بچتے ہوئے صرف ایک واقعہ سپرد قلم کر رہا ہوں۔ پڑھیے اور پیکرِ صدق و صفا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عدل ملاحظہ فرماتے ہوئے عزمِ مصمم کیجئے کہ اپنے آقا رسولِ عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کو حرز جان بنائیں گے۔

خطبہ حجۃ الوداع منشور انسانیت

اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کے برگزیدہ رسول اور ہمارے پیارے آقا تاجدارِ عرب و عجم شفیع معظم رحمۃ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آخری حج کے موقع پر ایک لاکھ سے زائد فدا یاں توحید و رسالت اور اس وقت کے اعلیٰ ترین افراد، حضرات اہل بیت اطہار و صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عظیم الشان روح پرور اجتماع سے میدانِ عرفات میں مخاطب ہو کر جن ارشاداتِ ذی شان سے نوازا وہ انہیں تاریخی نام ”خطبہ حجۃ الوداع“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس کی اہمیت و عظمت کے پیش نظر مختلف کتب احادیث و سیر کی روایات کے مطابق اس کے مکمل متن کا ترجمہ درج کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جل شانہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں انسانیت کے اس عظیم منشور پر عمل کرنے کی توفیق و ہمت عطا فرمائے۔

یاد رکھیے کہ اسی منشورِ انسانیت میں انسان کی فوز و فلاح کا راز پنہاں ہے۔

ترجمہ و مفہوم

اللہ تبارک جل شانہ کی حمد و ثنا کے بعد (فرمایا) اے لوگو! میری باتیں غور سے سنو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس سال کے بعد اس مقام پر میں تم سے (کبھی بھی) ملاقات نہ کر سکوں۔ اے لوگو! (میرا یہ حکم تم پر اُس وقت تک نافذ ہے کہ) تم جب تک اپنے رب سے جا ملو (یعنی تم کو موت آ جائے) یاد رکھو تمہارے خون اور تمہارے اموال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام (یعنی قابل احترام اور لائق تحفظ) ہیں کہ جس طرح کہ تم آج کے اس دن (یوم الحج) کی عزت و حرمت سمجھتے ہو اور جس طرح تمہارا یہ مہینہ (ذوالحجہ) اور تمہارا یہ شہر (مکہ مکرمہ) قابل احترام ہے۔ تم عنقریب اپنے رب کے حضور حاضر ہو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال فرمائے گا۔ (پھر

تم بہانہ بازی نہ کر سکو گے) میں یہ بات تمہیں اچھی طرح ذہن نشین کروادی ہے۔ پس جس کے پاس کسی کی کوئی امانت ہے وہ اس کے اصل حق دار تک پہنچا دے اور تمام سود ختم کر دیئے گئے ہیں (کسی کو سود لینے کی اجازت نہیں ہے) ہاں البتہ تم اپنے اصل سرمایہ کے حق دار ہو (وہ تمہیں ضرور ملنا چاہیے اس طرح کہ) نہ تو تم کسی پر ظلم کرو اور نہ ہی تمہارے ساتھ ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ سود (حرام ہے اور یہ) نہیں چلے گا اور اس حکم پر عمل کرتے ہوئے (بحیثیت نمائندہ مختار) سب سے پہلے جس سود کو میں کالعدم قرار دیتا ہوں وہ سود (میرے چچا) حضرت عباس بن عبدالمطلب کا ہے یہ سب کا سب معاف ہے اور دورِ جاہلیت کے سارے کے سارے (دعویٰ ہائے) خون اور اسی کی مثل دوسرے دعوے میں کالعدم قرار دیتے ہوئے ان کو اپنے قدموں تلے روندنا ہوں۔ (تاکہ سارے دعوے ختم ہو کر امن قائم ہو جائے) اور سب سے پہلے (اپنے خاندان کے) خون کے جس دعویٰ کو میں ختم کرتا ہوں اور کالعدم قرار دیتا ہوں وہ (میرے چچا) حارث بن عبدالمطلب کے بیٹے ربیعہ کا خون ہے جسے بنو سعد کے ہاں شیر خوارگی کے زمانہ میں بنو ہذیل (کے ایک آدمی) نے قتل کر دیا تھا یہ پہلا قدم ہے جو میں نے اٹھا کر زمانہ جاہلیت کے خون سے تمام دعوؤں کو ختم کرنے کا آغاز کر دیا ہے۔ اور قتلِ عمد کے لئے قصاص ہے لیکن جو قتلِ عمد کے مشابہ ہے (مثلاً) کسی نے لاشی یا پتھر کسی کو مارا اور وہ مر گیا تو اس خون بہا ایک سواونٹ ہیں پھر جس کسی نے اس مقدار کو بڑھایا تو وہ اہل جاہلیت میں سے ہے۔

ازاں بعد! اے لوگو! (میں یہ کہتا ہوں کہ) اب شیطان اس بات سے تو بالکل مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اس سرزمین پر آئندہ کبھی بھی اس کی عبادت کی جائے گی لیکن یہ ممکن ہے کہ اس سے کم درجہ میں (یعنی شرک کے سوا) اس کی اطاعت کی جائے۔ اس لئے اب وہ تمہارے اپنے اعمال (یعنی گناہوں) پر مطمئن ہو چکا ہے جو تمہاری نظر میں تو معمولی ہیں (حالانکہ یہ بھی بڑے گناہ ہیں) اس لئے

تم اپنے دین کو اس (مردود) سے بچا کر رکھو۔

اے لوگو! سال کے مہینوں کی ترتیب کو (اپنے مفادات کی خاطر) تبدیل کر لینا کفر کی روش میں اضافہ ہے۔ اس حرکت کی وجہ سے لوگ مزید گمراہی میں ڈال دیئے جاتے ہیں کہ جنہوں نے کفر کا راستہ اختیار کر رکھا ہے وہ لوگ کسی سال تو (ان حرمت والے مہینوں میں ردو بدل کر کے ان کو) حلال قرار دیتے ہیں اور کسی سال ان کو حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ (وہ اس ہیر پھیر سے) حرمت والے مہینوں کی گنتی پوری کر لیں۔

فائدہ: (خیال رہے کہ حرمت والے مہینوں میں کافر بھی لڑائی جھگڑے سے گریز کرتے تھے لیکن جب وہ لڑائی کرنا چاہتے تو حرمت والے مہینے کا نام بدل کر اسے کوئی اور مہینہ قرار دے دیتے مثلاً کبھی محرم کو صفر قرار دیتے تو کبھی رجب کو جمادی الاولیٰ وغیرہ اس فعل کو عربی میں ”نسی“ کہتے ہیں اور سخت حرام ہے۔ اس طرح سال بھی چھوٹا بڑا ہو جاتا تھا وہ سمجھتے تھے کہ اس میں کوئی گناہ نہیں حالانکہ وہ اس چیز کو حلال قرار دے دیتے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اور جس (مہینہ) کو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے اُسے وہ (اپنی مرضی سے) حرام ٹھہرا لیتے ہیں۔ (اللہ تعالیٰ کی قدرت دیکھئے کہ) حق یہ ہے کہ آج زمانے کا نظام ترتیب (گھوم پھر کر اُسی ہیئت پر آ گیا ہے کہ جس ہیئت پر اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان کی تخلیق کے وقت اسے پیدا فرمایا تھا) یعنی ردو بدل کی وجہ سے کبھی حج کسی مہینہ میں ہوتا اور کبھی کسی مہینہ میں مگر یہ حج اپنی اصلی تاریخوں میں ہوا۔) یاد رکھو! اللہ تعالیٰ کے ہاں مہینوں کی تعداد بارہ ہے جن میں چار مہینے مقدس و محترم ہیں۔ تین تو متواتر ہیں (یعنی ذیقعد، ذوالحجہ اور محرم) جبکہ چوتھا مہینہ رجب ہے جو کہ جمادی (الآخر) اور شعبان کے درمیان ہے۔

بعد ازیں! اے لوگو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔ تمہیں عورتوں کے ساتھ بھلائی کرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ کیونکہ ان کو تمہارا رے تابع کر دیا گیا ہے۔ وہ از خود

اپنے بارے میں اختیار نہیں رکھتیں یہ (خواتین) تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت ہیں (اس امانت میں خیانت نہ ہونے پائے) تم نے ان عورتوں کو (ازدواجی تعلق کے لئے) اللہ تعالیٰ کے کلمات (یعنی احکامات) کے تحت اپنے لئے حلال کیا ہے۔ اُن پر فرض ہے کہ وہ تمہارے حقوق ادا کریں اسی طرح تم پر فرض ہے کہ تم اُن کے حقوق ادا کرو۔ تمہارا ان پر حق یعنی عورتوں کا فرض یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر کسی کو نہ آنے دیں کہ یہ تمہارے لئے سخت ناگوار عمل ہے۔ نیز ان پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ فحاشی و بے حیائی کی مرتکب نہ ہوں (یعنی ہر اعتبار سے اپنی عزت و عفت کی حفاظت کریں) پھر اگر وہ بار نہ آئیں تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت مرحمت فرمائی ہے کہ تم (سزا دیتے ہوئے) اُن کو اپنی خواب گاہوں سے الگ کر دو اور (اگر پھر بھی ان کی اصلاح نہ ہو تو) ان کو مارو لیکن ایسی شدید مار نہ مارو کہ بدن پر نشان پڑ جائے اور اگر وہ باز آجائیں (یعنی اُن کی اصلاح ہو جائے) تو ان کو معروف طریقے (یعنی تمہاری طاقت و استطاعت کے مطابق) رزق اور لباس وغیرہ کا حق حاصل ہے۔

تمہارے غلام (ہاں ہاں) تمہارے غلام (ان کے بارہ میں بھی اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خبردار!) ان کو وہی کچھ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور ان کو ویسا ہی لباس پہناؤ جیسا کہ تم خود پہنتے ہو۔ (ان کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک نہ کرو) پس اے لوگو! میری بات کو اچھی طرح سمجھو کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام تم تک پہنچا دیا اور میں نے تمہیں وہ (عظیم الشان) شے عطا فرمائی ہے کہ اگر اسے تم مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ابد تک کبھی بھی گمراہ نہ ہوں گے اور وہ نہایت ہی واضح حقیقت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے نبی کریم (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت مظہرہ ہے۔

اے لوگو! میری بات غور سے سنو اور اسے سمجھو اور اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (کسی مسلمان کو اس کے جائز پیشے یا قوم کی وجہ سے حقیر نہ جانو) اور کسی شخص کیلئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی کوئی بھی چیز

(خواہ وہ قیمت کے اعتبار سے کتنی بھی ادنیٰ کیوں نہ ہو) حاصل کرنے کی کوشش کرے
ہاں البتہ وہ خود اپنی دلی رضا مندی سے دے دے تو جائز ہے۔ خبردار! آپس میں ایک
دوسرے پر ظلم نہ کرنا۔ اے لوگو! اس میں شک نہیں کہ میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے
اور نہ ہی تمہارے بعد کوئی اُمت ہے۔ پس تم خوب اچھی طرح سُن لو۔ تم اپنے پروردگار
کی عبادت کرو۔ نماز بخشنا ادا کرو۔ ماہِ صیام کے روزے رکھو، اپنی دلی محبت کے ساتھ
اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ (اگر استطاعت ہو تو) اپنے پروردگار کے گھر (بیت اللہ)
کا حج کرو اپنے سردارِ ان قوم کی اطاعت کرو اور اپنے پروردگار کی جنت میں داخل ہو
جاؤ۔ اچھی طرح جان لو کہ دل تین باتوں پر حسد و عناد نہیں رکھتے۔

(۱)..... کسی عمل کو صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرنا۔

(۲)..... حاکم وقت کو ازراہِ خیر خواہی نصیحت کرنا۔

(۳)..... مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ شامل رہنا۔ بے شک ان کی (یہ

مذکورہ) دعوت ان لوگوں کے لئے بھی ہے جو ان کے علاوہ ہیں۔

(خوب یاد رکھو!) جو آدمی دولتِ دنیا کا شیدائی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس فقیر و
افلاس کو اس کی آنکھوں کے سامنے عیاں فرما دیتا ہے اور اس کے پیشہ کی آمدن منتشر
ہو جاتی ہے۔ (یعنی اس کا دل لالچی اور غریب ہو جاتا ہے اُس کے مال و دولت سے
خیر و برکت اٹھالی جاتی ہے) اُسے ملتا صرف اتنا ہی ہے جتنا اُس کے مقدر میں تجویز
فرما دیا گیا ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ اسے حاصل کرنے کیلئے ذلیل حرکات بھی کرتا ہے (اس
کے برعکس) جس کسی کی نیت آخرت میں کامیابی حاصل کرنا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس
کے دل کو غنی فرما دیتا ہے اور اس کا کاروبار اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے (یعنی اس کے
مال میں خیر و برکت آ جاتی ہے۔ وہ دنیا کی دولت کے پیچھے نہیں دوڑتا) بلکہ دنیا ذلیل و
خوار ہو کر اس کے پاس آتی ہے۔ (اور سنو) جو یہاں موجود ہے وہ یہ باتیں اُن لوگوں
تک پہنچا دے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحمت نازل فرمائے کہ

جس نے میری بات کو سنا اور دوسروں تک پہنچایا۔ (یادرکھو!) بعض اوقات کوئی آدمی فقہ کے کسی مسئلہ کا واقف تو ہوتا ہے مگر وہ خود فقہیہ نہیں ہوتا (یعنی اُس بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتا) اور بعض اوقات یہ جاننے والا اس بات کو کسی ایسے شخص تک پہنچا دیتا ہے جو اس سے کہیں زیادہ فقہیہ ہوتا ہے (اور وہ اس میں پوشیدہ حقائق کو خوب سمجھ جاتا ہے) اور اے اللہ کے بندو میں تم کو پڑوسی کے حق کے بارہ میں نصیحت کرتا ہوں (راوی فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے یہ جملہ اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہمیں یہ اندیشہ لاحق ہو گیا کہ کہیں پڑوسی کو وارث ہی نہ بنا دیا جائے۔ (اس کے بعد فرمایا)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو اس کا حق عطا فرما دیا ہے۔ اس لئے کسی شخص کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی وارث کیلئے (احکام خداوندی میں رد و بدل کرتا ہوا) کوئی وصیت کرے جبکہ عام وصیت ایک تہائی مال سے زائد میں درست نہیں ہے اور لڑکا بستر والے (یعنی خاوند) کا ہے جبکہ زانی کیلئے پتھر ہیں اور جس کسی نے اپنے آپ کو اپنے باپ کے سوا کسی اور کی طرف منسوب کیا اُس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی طرف سے لعنت ہے۔ اس جرم کا (قیامت کے دن) کوئی فدیہ یا عوضانہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (یا فرمایا اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں) جو چیز کسی سے مانگ کر لو اسے واپس کر دو اور قرضہ بھی لازمی طور پر ادا کر دینا چاہیے اور جو ضمانت دے اس کو ضمانت ادا کرنا ضروری ہے۔ خبردار تم میرے بعد کفر کی روش نہ اختیار کر لینا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو (پھر فرمایا) کیا میں نے یہ بات تم تک پہنچادی ہے؟ اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہنا (کہ میں نے تیرے احکامات ان تک پہنچا دیئے ہیں)

اے لوگو! اس میں شک نہیں تمہارا سب کا رب ایک ہے اور بلاشبہ تم سارے کے سارے ایک ہی باپ یعنی آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہو اور آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا۔ اور تم خود یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے حضور تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو تم میں سے سب سے زیادہ تقویٰ والا ہے۔

سن لو! (محض رنگ و نسل کے اعتبار سے) نہ تو کسی عربی کو عجمی پر فضیلت حاصل ہے اور نہ ہی کسی عجمی کو عربی پر، اور یونہی نہ تو کسی گورے کو کالے پر اور نہ ہی کسی کالے کو گورے پر فضیلت حاصل ہے۔ بلکہ فضیلت کا معیار تو صرف تقویٰ ہے، پھر فرمایا) کیا میں نے تمہیں یہ بات پہنچادی ہے؟

اے اللہ تعالیٰ تو خود گواہ رہنا۔ (پھر فرمایا) اے لوگو! تم سے میرے متعلق سوال کیا جائے گا، بتاؤ کہ پھر تم کیا جواب دو گے۔ حاضرین نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور اُمت کو نصیحت فرمادی اور (بے یقینی و گمراہی کے) گردوغبار اور پردوں کو (نورِ ہدایت کے ساتھ) دور فرما کر ہر حقیقت کو عیاں فرما دیا ہے۔ اور اپنے ذمہ رسالت و نبوت کی (امانت کو اس طرح ادا فرمایا جیسا کہ ادا کرنے کا حق تھا۔

اس پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی پھر لوگوں کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا۔

اللهم اشهد، اللهم اشهد، اللهم اشهد۔

(اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ، اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ، اے اللہ تعالیٰ تو گواہ رہ)

(والسلام علیکم ورحمة اللہ) (تم پر سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں

نازل ہوں)۔ ☆

☆ واضح رہے کہ یہ ترجمہ مختلف روایات مندرجہ کتب صحیح مسلم، طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام جلد رابع، معدن الاعمال روایات نمبر 1108، 1109 بحوالہ ابن جریر وابن عساکر، مدارج النبوة جلد دوم، حمرة الخطب (احمد زکی) جلد اول (صفحہ 57-58) سمیل الہدی جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 644 تا صفحہ 646، یہ مرقوم عبارات کے مطابق نقل کیا گیا ہے۔ اور کوشش کی گئی ہے کہ ان کتب میں مندرج ساری باتیں ایک تسلسل کی لڑی میں پرودی جائیں۔ اس لئے جملوں کا آگے پیچھے ہونا ممکن ہے۔ یہ ناچیز بارگاہ رسالت میں اُس کی شان کریں سے بچتی ہے کہ کی کوتاہی مغفور اور سعی مشکوہ ہو۔ آمین ثم آمین)

اخلاق کریمہ کے ثمرات

قارئین کرام!

آپ اپنے آقا رسول محتشم عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صرف اسی صفت مبارکہ ”اخلاق کریمہ“ کو اپنا کر دیکھیں آپ کا گھر، آپ کا دفتر، آپ کی فیکٹری انشاء اللہ تعالیٰ یقیناً بالیقین جنت نظیر بن جائیں گے۔ بگڑی ہوئی اولاد اور کھلنڈرے ماتحت خود بخود درۃ راست پر آجائیں گے اور اس طرح انشاء اللہ والدین اور افسران بالا کا آپ سے سلوک قابل رشک ہو جائے گا۔ پھر غور فرمائیے کہ ایک سنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے کے یہ ثمرات ہیں تو سب سنتوں کو اپنالیں اس قدر عظمت کا باعث ہوگا۔ اس تمام گفتگو کا حاصل یہ ہوا کہ۔ اس سلسلے میں درج ذیل تین باتیں نہایت اہم ہیں۔

(۱).....اپنے ذمہ فرض یعنی ڈیوٹی کو احسن ترین طریقہ سے نبھائیے۔

(۲).....اپنے ذاتی دشمن سے مناسب انداز میں درگزر سے کام لیجئے۔

(۳).....حدودِ الہیہ کے نفاذ میں سختی کیجئے۔

(۱)۔ فرض کی ادائیگی

حقوق العباد والدین کے ذمہ اولاد اور اولاد کے ذمہ والدین کے حقوق ادا کرنا، خاوند کے ذمہ بیوی اور بیوی کے ذمہ خاوند کے حقوق ادا کرنا، رشتہ داروں کے ذمہ رشتہ داروں اور بہن بھائیوں کے ذمہ بہن بھائیوں کے حقوق ادا کرنا۔ ہمسائے کے ذمہ ہمسائے اور ایک مسلمان کے ذمہ دوسرے مسلمان کے حقوق ادا کرنا۔ افسران

بالا کے ذمہ ماتحتوں اور ماتحتوں کے ذمہ افسرانِ بالا کے حقوق ادا کرنا۔ آقا کے ذمہ اپنے مزدوروں اور مزدوروں کے ذمہ اپنے آقا کے حقوق ادا کرنا، الغرض اُستاد کے ذمہ شاگرد اور شاگرد کے ذمہ اُستاد کے حقوق ادا کرنا فرض ہیں۔ (علیٰ ہذا القیاس)

لہذا آپ کی جو بھی حیثیت ہے اسی حیثیت کے مطابق پوری ذمہ داری سے اپنا فرض ادا کیجئے

(۲)۔ ذاتی دشمن سے درگزر

اگر کوئی آپ کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی سے کام لیتا ہو یا اس نے آپ کی ذات کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہو تو جہاں تک ممکن ہو معاف کر دیجئے۔ بدلہ لینے کی کوشش نہ کریں۔ لیکن اگر وہ مکینہ خصلت ہو کہ معافی کے بعد پھر آپ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو مناسب طریقہ سے سزا دیجئے کیونکہ ”مسلمان ایک سوراخ سے دوسری بار ڈنگ نہیں کھاتا“ (بخاری کتاب الادب) مگر سزا میں حد سے تجاوز نہ کیجئے۔ یہ بات ذاتی دشمن کی ہے قومی دشمنِ غدار ہوتا ہے اس سے درگزر جائز نہیں۔

(۳) حدودِ الہیہ کا نفاذ

اس میں کسی قسم کی صلح اور مداخلت کی اجازت نہیں اس پر خود بھی سختی سے عمل کیجئے اور اپنے ماتحتوں اور متعلقین کو مناسب سختی کے ساتھ حدودِ الہیہ پر عمل کی ترغیب دیجئے۔ یہ آپ کے فرائض میں اہم ترین فرض ہے۔

بے نمازی سے سختی کا برتاؤ

اگر آپ کے بیوی بچے یا چھوٹے بہن بھائی آپ کے ماتحت ہیں اور نماز

ادا نہیں کرتے تو ان کو سختی کے ساتھ نماز کا پابند بنائے۔ اگر خاوند یا والدین یا افسران بالا بے نماز ہیں تو ان کو مناسب انداز میں نماز کی ترغیب دیجئے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قابل تعظیم

یاد رکھیے اہل بیت اطہار۔ صحابہ کرام اولیاء عظام کی تعظیم اللہ تبارک و تعالیٰ اور اس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسبت کی وجہ سے ہے اس لئے ان کی تعظیم ملحوظ خاطر رکھنا بھی فرض ہے۔

گستاخ رسول قابل نفرت

اگر کوئی خدا نخواستہ اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ یا اس کے محبوب مکرم رسول محتشم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کے تو ہرگز ہرگز درگزر سے کام نہ لیجئے کائنات ہستی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عزت والا نہیں اگر گستاخ ماتحت ہو تو اسے سزا دیجئے اور اگر آپ ماتحت ہیں تو اس سے شدید نفرت کیجئے۔

بحمد اللہ تعالیٰ!

آپ نے رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کریمہ کے بارے مختصر تحریر کا مطالعہ فرمایا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کی روشنی میں میری ان گزارشات کو اپنی عملی زندگی میں اپنائیں گے تاکہ معاشرے و ماحول میں پھیلی ہوئی انارکی اور خرابیاں دور ہو جائیں۔

یاد رکھیں!

اسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہونے میں ہی دنیا و آخرت کی فلاح ممکن ہے۔

(حواشی)

- 1- آخر جلد، ترمذی رقم الحدیث 1987، داری رقم الحدیث 2791، مسند امام احمد 153/5
- 2- ابوداؤد رقم الحدیث 4799، ترمذی رقم الحدیث 2018، مسند امام احمد 189/2
- 3- ابوداؤد رقم الحدیث 4798، موطا امام مالک 904/2 رقم الحدیث 6، مسند امام احمد رقم الحدیث 90/6
- 4- بخاری رقم الحدیث 3759، ترمذی رقم الحدیث 20/8، مسند امام احمد 189/2
- 5- ترمذی الترغیب والترہیب۔
- 6- شرح السنہ الامام بغوی علیہ الرحمہ
- 7- موطا امام مالک 902/3 رقم الحدیث 1
- 8- صحیح بخاری کتاب الادب
- 9- صحیح بخاری کتاب الادب
- 10- بخاری رقم الحدیث 6038، صحیح مسلم رقم الحدیث 2309/5، ابوداؤد رقم الحدیث 4774، ترمذی رقم الحدیث 2015، داری 45/1 رقم الحدیث 82
- 11- خلاصہ حدیث بمقتی شعب الایمان رقم الحدیث 8070۔ مسند امام احمد 231/3
- 12- بخاری رقم الحدیث 6031، مسند امام احمد 158/3
- 13- بخاری رقم الحدیث 3562، مسلم رقم الحدیث 2320/67، ابن ماجہ رقم الحدیث 4180، مسند امام احمد 79/3
- 14- صحیح مسلم 1814/4 رقم الحدیث 2328/79، ابوداؤد رقم الحدیث 4786، ابن ماجہ رقم الحدیث 1984
- 15- ترمذی رقم الحدیث 3641، مسند امام احمد 190/4
- 16- ترمذی رقم الحدیث 2490، ابن ماجہ رقم الحدیث 3716
- 17- بخاری رقم الحدیث 3149، مسلم رقم الحدیث 128-1057، ابن ماجہ رقم الحدیث 3553
- مسند امام احمد 223/4
- 18- بخاری 2821، نسائی رقم الحدیث 3688، موطا امام مالک 457/2 رقم الحدیث 22
- 19- صحیح بخاری 3231، صحیح مسلم رقم الحدیث 1797/111
- 20- ابوداؤد رقم الحدیث 495، ترمذی رقم الحدیث 408
- 21- صحیح مسلم رقم الحدیث 651/251، ابوداؤد رقم الحدیث 548، ترمذی رقم الحدیث 217، نسائی رقم الحدیث 848، ابن ماجہ رقم الحدیث 791۔
- 22- ابوداؤد رقم الحدیث 553، نسائی رقم الحدیث 851